جناب شفیق فاروقی

قسط ۔ ۲

ھری پور سنٹرل جیل سے ایک خط

قومی اتحاد کی تحریک نفاذ شریعت کی چند روشن یادیں

شاہراہ قراقرم جو شاہراہ ریشم بھی کہلاتا ہے، ریشم کی طرح باریک اور سخت دشوار گذار گھاٹیوں اور سر بفلک پہاڑوں کے لحاظ سے پاکستان کا گویا پل صراط کہلا سکتا ہے۔ یہ راستہ سوات اور ہزارہ کے کوہستانی علاقوں سے گذر کر پاکستان کو چین سے ملاتا ہے۔ ایوب خان مرحوم کے زمانہ میں پاکستان اور چین کے باہمی معاہدے کے بعد اسکی تعمیر شروع ہوئی اور چین نے بھی اسکی تعمیر میں اپنے سخت جان چینی کاریگروں اور انجینئروں کو لگایا۔ یہ سڑک ایسے بلند و بالا پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر بنائی گئی ہے کہ جہاز بھی اسے بے خطر ہو کر عبور نہیں کر سکتے۔ ہیلی کاپٹر بھی ان پہاڑیوں کے دروں سے گذرتا ہے تو اسکی پرواز بعض سڑکوں سے بہت نیچی ہوتی ہے۔ اور اوپر سے کوئی پتھر مار کر بھی ا سے گرایا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی گاڑی ذرا سی سڑک سے سرک کر نیچے گر جائے تو کئی کئی ہزار فٹ کی مہیب گھاٹیوں میں اس کے پرزے تک بھی نہ مل سکیں۔

چین کی اہم بین الاقوامی حیثیت اور پاکستان اور چین کے درمیان اسی راستہ کی شہ رگ کی طرح اہمیت نے اس شاہراہ کو دنیا میں نازک جغرافیائی حیثیت دیدی ہے۔ قومی اتحاد کی اسلامی تحریک شہروں اور دیہاتوں سے گذر کر جب دور افتادہ سرحدی علاقوں اور ان سر بفلک پہاڑوں تک کو اپنی لپیٹ میں لے چکی جو پاکستان کی سرحدات کیلئے سد سکندری کا کام دے رہے ہیں۔ تو اس شاہراہ کے متعلق جیل میں بھی افواہیں پہنچنے لگیں کہ اس شاہراہ کے غیور اور مومن کوہستانی باشندوں نے راستہ کو کئی مقامات سے کاٹ دیا ہے۔ یہ خبریں ہمیں اس علاقہ کے اسیر رہنماؤں کے متعلقین کے ذریعہ پہنچیں، کہا جاتا تھا کہ ان لوگوں نے راستہ کھولنے سے اسوقت تک انکار کیا ہے۔ جب تک کہ موجودہ حکومت مستعفی ہو کر قومی اتحاد کے زعماء بالخصوص اس کے بزرگ اور عالم قائد مولانا مفتی محمود اور ان کے رفقاء کو اسلامی نظام کے نفاذ کا عملی موقعہ نہ دے۔ اس کے بعد ایک دن گورنر صوبہ سرحد جناب نصیر اللہ خان صاحب بابر ہری پور آئے اور جیل سے باہر ریسٹ ہاؤس میں ہمارے بزرگ اسیر ساتھی کوہستانی علاقہ کے منتخب رکن قومی اسمبلی حاجی نقیر محمد خان صاحب بٹگرام (ہزارہ) سے ملاقات کی اور اس

ناظرہ کے کھولنے کے سلسلہ میں ان سے مدد چاہی مگر — حاجی فقیر محمد خان صاحب نے ایسے کسی تعاون سے معذرت ظاہر کی۔ حاجی فقیر محمد خان صاحب نہایت سلجھے ہوئے پڑھے لکھے انسان ہیں۔ دارالعلوم دیوبند میں بھی پڑھ چکے ہیں اور اس زمانہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سے بھی کئی کتابیں پڑھی ہیں، موجودہ انتخابات میں وہ جمعیۃ العلماء اسلام کے ٹکٹ پر اسی کوہستانی علاقہ سے مولانا عبدالباقی وغیرہ کے مقابلہ میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے جیل کے اسیروں کے مسائل اور انتظامی امور میں بھی آپ بڑی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں اور اسیران جمعیۃ کی اکثر مشکلات میں ان سے رجوع کرتے ہیں۔ جیل میں قائد محترم مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کے آرام و راحت اور ان کے کھانے کا نظم و نسق بھی عموماً ان کے ذمہ تھا۔ اور مولانا سمیع الحق صاحب بھی اکثر اسی احاطہ میں ہوتے تھے۔ آپ نے انہیں جیل کے اس احاطہ کے سپرنٹنڈنٹ کا خطاب دیا تھا۔

الغرض ادھر شاہراہ قراقرم کے بند ہو جانے اور اس کے دور رس اثرات پر جیل میں اڑتی اڑتی خبریں آ رہی تھیں کہ اسی اثناء میں ایک دن ملاقاتیوں میں سے راولپنڈی سے آئے ہوئے کسی شخص نے مولانا سمیع الحق صاحب کو بتلایا کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا راولپنڈی میں ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ اور آپ سی ایم ایچ ہسپتال کے وی آئی پی روم ۲ میں زیر علاج ہیں۔ دراصل ہمیں یہ تو معلوم تھا کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ آنکھوں کے علاج کے سلسلہ میں اسی ہسپتال میں داخل ہو رہے ہیں۔

بہت عرصہ سے ان کی آنکھوں کو شوگر کی بیماری نے متاثر کیا تھا، کئی سال پہلے پشاور میں آنکھوں کے ماہر معالج جناب ڈاکٹر محمد نواز صاحب نے ان کی دائیں آنکھ کا اپریشن بھی کیا مگر کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ ہو سکا۔ اب بائیں آنکھ بھی موتیا اور پردوں کی زد میں تھی۔ پاکستان کے مشہور معالج چشم جناب بریگیڈیر احمد رضا پیرزادہ صاحب بھی ایک مدت سے آپ کی آنکھوں کا معائنہ کرتے رہے ہیں۔ ان کا تعلق حضرت مولانا گنگوہیؒ کے خاندان سے ہے اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ ایک نہایت عقیدتمند مرید کیطرح تعلق رکھتے ہیں اور خود ہی نہایت انہماک سے معائنہ کرتے ہیں، ان کی خواہش الیکشن سے قبل تھی کہ دائیں آنکھ جس کا اپریشن پہلے ہو چکا تھا کا دوبارہ اپریشن کیا جائے اور جس میں معمولی سی روشنی باقی رہنے کی امید پر بریگیڈیر صاحب دوبارہ اپریشن کرنا چاہتے تھے۔

ان دنوں یہ طے ہوا کہ آپ ہسپتال میں اپریشن کروائیں، اتنا ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپ ۲۵ ر اپریل بروز پیر سی ایم ایچ راولپنڈی کے آفیسر وارڈ میں داخل ہو چکے ہیں مگر ایکسیڈنٹ کی بات ہم سے چھپائی گئی تھی، تاکہ جیل میں پریشانی نہ ہو۔ مگر کسی شخص نے اتفاقیہ مولانا سمیع الحق کو بتلا دیا اور یہ بھی کہا کہ گاڑی آپ کے بھائی مولانا انوار الحق چلا رہے تھے اور دوسرے بھائی پروفیسر محمود الحق حقانی بھی ساتھ تھے جنہیں معمولی چوٹیں آئی ہیں۔

ایسی تشویشناک اطلاع سے اور پھر جبکہ جیل کی سلاخوں میں مجبور اور بے بس ہوں مولانا سمیع الحق صاحب کی پریشانی لازمی تھی انہوں نے آکر چپکے سے مجھ سے اس کا ذکر کیا۔ اور پھر انہوں نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل سے عصر کے بعد سی ایم ایچ راولپنڈی فون کروانے کا کہا ہے۔ اور انہوں نے بخوشی اجازت دے دی ہے۔ یہ وقت عجیب کشمکش میں گذرا، عصر کی نماز کے بعد حسب معمول مولانا سمیع الحق صاحب نے احاطہ اے ٹی سی کی وسیع گراؤنڈ میں درس حدیث دیا۔ درس سے فراغت کے بعد آپ نے حاجی فقیر محمد خان صاحب کو جو درس میں موجود تھے ایکسیڈنٹ کی بات بتلادی وہ بھی فون کرنے کیلئے ساتھ گئے۔

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب دفتر میں موجود تھے انہوں نے سی ایم ایچ راولپنڈی کا نمبر معلوم کرنے کی کوشش کی اور اس سلسلہ میں ٹیلیفون انکوائری سے بات کرنے کیلئے ریسیور اٹھایا، پھر آپ کچھ دیر کسی سے بات کرتے رہے۔ فارغ ہونے کے بعد حیرت سے حاجی فقیر محمد خان صاحب اور مولانا سمیع الحق سے کہا کہ عجیب قسمت ہے آپ کی، مجھ سے سپرنٹنڈنٹ جیل بات کر رہے تھے کہ سابق جنرل ٹکا خان کا فون آیا ہے کہ آپ لوگوں کو راولپنڈی سی ایم ایچ میں مولانا عبدالحق صاحب کے پاس فوراً پہنچا دیا جائے، اسے مولانا مدظلہ کی کرامت اور اللہ کے فضل کے سوا کیا کہا جائے۔ کہ جہاں جیل سے باہر فون پہ بات کرنا بھی مشکل تھا، وہاں اب ان حضرات کو مولانا صاحب مدظلہ کے پاس بہت جلد پہنچنے کی صورت بھی نکل آئی، یہ حضرات فوراً معاملہ سمجھ گئے۔ کہ شاہراہ قراقرم کے سلسلہ میں مولانا مدظلہ کے پاس جانے کے لئے کہا گیا ہوگا۔

اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ جیل اپنے دفتر میں تشریف لائے، شام کا وقت قریب تھا، مولانا سمیع الحق صاحب کا تعلق پشاور سے تھا اور وہاں کے حکام سے اجازت لینا ضروری تھا۔ سپرنٹنڈنٹ جیل نے جنرل ٹکا خان سے بات کی انہوں نے گورنر سرحد سے بات کی اور گورنر سرحد نے کہا کہ میں نے ڈی سی پشاور سے کہا ہے کہ وہ ابھی احکامات جاری کردے کہ انہیں جلد از جلد جیل سے راولپنڈی لے جانے کیلئے کاغذات تیار ہوسکیں۔ جنرل ٹکا خان صاحب کے حکم پہ سپرنٹنڈنٹ جیل براہ راست متعلقہ حکام سے پوچھے بغیر یہ کارروائی نہیں کر سکتے تھے، اور حاجی فقیر محمد خان صاحب بھی مولانا سمیع الحق صاحب کے بغیر اس سفر سے انکار کر رہے تھے، یہ قدرت کا عجیب انتظام تھا کہ ابھی ۵ بجے کی خبروں میں تھا کہ سابق جنرل ٹکا خان صاحب نے سینٹ کا ممبر منتخب ہوجانے کے بعد ملک کے وزیر دفاع کا عہدہ سنبھال لیا ہے۔ جنرل صاحب کے حلف اٹھانے کے بعد سب سے پہلا فوجی معرکہ شاہراہ قراقرم کا تھا جسے آپ کسی طرح حل کرنا چاہتے تھے اور ان کے پہلے ہی مشاغل اور احکامات مولانا سمیع الحق کے ان کے والد بزرگوار مدظلہ سے ملاقات کا ذریعہ بن گئے۔ ورنہ فطری طور پہ کیا کیا پریشانیاں اور وسوسے ہوتے کہ مولانا مدظلہ کی صحت کیسی ہے؟ اور ایکسیڈنٹ کی کیا

نوعیت ہے ؟ الغرض شام کے بعد ایبٹ آباد سے پولیس گارڈ اپنی جیپ سمیت جیل کے دروازے پر پہنچ گئی۔ ساڑھے نو بجے رات جیل کے حکام نے ان دونوں کو راولپنڈی جانے کیلئے رخصت کیا۔ دونوں حضرات رات کے ساڑھے دس بجے راولپنڈی کے سی ایم ایچ گئے بعض فوجی حکام کمرے کے نیچے ہی منتظر تھے، اور دونوں کو شیخ الحدیث مدظلہ کے کمرہ میں لے گئے، اس سے قبل شاہراہ قراقرم کے ایریا کمانڈر میجر جنرل صفدر بٹ جو کافی دیر سے شیخ الحدیث مدظلہ کے کمرے میں موجود تھے اور ان لوگوں کے پہنچنے کا انتظار کر رہے تھے، نے شیخ الحدیث مدظلہ کو بتلا دیا تھا کہ حضرت اگر آپ برا نہ مانیں تو ہم بتلا دیں کہ آپ کے صاحبزادہ صاحب بھی ہری پور جیل سے آرہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے تو خوشی ہوگی۔

بہرحال ان دونوں کے پہنچنے کے بعد فوجی حکام کمرہ سے باہر چلے گئے۔ اور حضرت شیخ الحدیث نے انہیں بتلایا کہ پرسوں صبح صوبہ سرحد کے گورنر جناب نصیر اللہ خان بابر میرے پاس آئے اور کافی دیر تک بیٹھے رہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں کوہستان سے اطلاعات ملی ہیں کہ شاہراہ قراقرم کو آپ کے کسی فتویٰ یا مشورہ پر عمل کرتے ہوئے بند کیا گیا ہے۔ اور یہ کہ جب تک مولانا عبدالحق صاحب کی کوئی تحریری ہدایت ہمیں نہ ملے، ان رکاوٹوں کو ہرگز ہٹانے کیلئے تیار نہیں۔

مولانا مدظلہ نے ان سے کہا کہ اگر میری کوئی ایسی تحریر آپ کے پاس موجود ہے۔ تو اسے لاکر دکھا دیجئے ویسے میں کیسے کوئی ہدایت جاری کر سکتا ہوں، بہرحال دو ڈھائی گھنٹہ کے بعد شیخ الحدیث مدظلہ نے گورنر صاحب کو مشورہ دیا کہ میں اس سلسلہ میں کسی تعاون سے معذور ہوں۔ مسئلہ قومی اتحاد اور قومی سطح کا ہے آپ اس علاقہ کے جمعیۃ العلماء اسلام کے ایم این اے حاجی فقیر محمد صاحب سے ہری پور جیل جاکر ملیں اور وہ اس سلسلہ میں قائد اتحاد مولانا مفتی محمود صاحب کے مشورہ سے کوئی قدم اٹھائیں، اس کے بعد گورنر صاحب مولانا مدظلہ کے مشورہ پر راولپنڈی سے سیدھے ہری پور جیل آئے اور حاجی صاحب سے ملاقات کی جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ گورنر صاحب نے مولانا مدظلہ کو ذاتی تعلقات اپنی عقیدت وغیرہ سب کچھ پیش کیا مگر حضرت نے فرمایا کہ یہ ملک کی ہمہ گیر تحریک ہے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ہے۔ میں کسی بھی تحریر یا کسی ایسے کاغذ پر دستخط کرنے سے معذور ہوں۔

حضرت مدظلہ نے ان حضرات کو بتلا دیا کہ گورنر صاحب کے جانے کے بعد فوج سے وابستہ حضرات میرے پاس آتے رہے اور مجبور کرتے رہے کہ میں خود آپ حضرات سے بات کروں، اس سلسلہ میں آپ کو لایا گیا ہے۔ اور اب آپ اپنی صوابدید پر ان سے بات کریں اور اجازت مل سکے تو سہالہ جیل میں مفتی صاحب مدظلہ سے جاکر بات کریں۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخ الحدیث مدظلہ کے پاس موجود میجر جنرل بار بار شاہراہ

کے صورتحال کے بارہ میں اپنی پریشانیاں ظاہر کرتے رہے ، اور اس سلسلہ میں اس علاقہ سے آئی ہوئی تحریری اطلاعات بھی بتلاتے رہے ، جس میں مولانا مدظلہ کے کہنے پر شاہراہ بند کر دینے کا ذکر تھا۔ جنرل صاحب موصوف نے ایک بازہ اطلاع کے حوالہ سے بتلایا کہ کوہستانی لوگوں نے ایک چینی بلڈوزر کو جلا دیا ہے۔ تو جب حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ان سے کہا کہ الحمدللہ کہ جانی نقصان تو نہیں ہوا ، بلڈوزر اور گاڑیاں تو ہر روز بے حساب سڑکوں پر چل رہی ہیں ، اس کے جواب میں جنرل صاحب نے بھارت چین جنگ کا ذکر کیا اور کہا چین نے بھارت کی سرحد پر اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کا مطالبہ کیا تھا۔

الغرض گھنٹہ ڈیڑھ یہ دونوں حضرات حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ بیٹھے رہے پھر ان سے رخصت لی ۔ باہر منتظر ایک فوجی افسر نے ان سے دریافت کیا کہ کب آپ کا کوہستانی علاقہ میں جانے کا پروگرام ہے ؟ پٹن سے جانے کیلئے ہیلی کاپٹر تیار کھڑا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے اختیار سے کب ایسا کر سکتے ہیں ؟ پھر وہ افسر دونوں حضرات کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر انجینئرنگ فوجی میس راولپنڈی صدر لے گئے جہاں ان کے ٹھہرانے کا خاطر خواہ انتظام تھا ۔ وہاں ہر طرح کی خاطر مدارت ہوتی رہی ۔ ہری پور کی پولیس گارڈ حراست کرتی رہی۔

۲۸ اپریل صبح ناشتہ کے بعد ۸ بجے ایک فوجی افسر ان کے پاس آیا اور حاجی فقیر محمد خان اور مولانا سمیع الحق کو یہ کہہ کر ساتھ لے گیا کہ آپ ہمارے بالائی افسران سے بات کریں گے ۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے بتایا کہ وہ افسر ہمیں گاڑی میں بٹھا کر سابق جنرل ٹکا خان حال وزیر دفاع و سلامتی امور کے مکان پر لے گیا جو غالباً صدر کی ہارلے سٹریٹ میں تھا ۔ یا اس کے آس پاس جنرل ٹکا خان اپنے دفتر میں موجود تھے ۔ اور اس دن وزارت سنبھالنے کے بعد ان کا پہلا دن تھا ۔ ان کے پاس میجر جنرل صفدر بٹ بھی موجود تھے۔ یہ لوگ بڑے تپاک سے ملے ، چند لمحے بعد میجر جنرل شفقات سید بھی آگئے ، علیک سلیک کے بعد جنرل ٹکا خان نے شیخ الحدیث مدظلہ کے ایکسیڈنٹ اور علالت کا ذکر کیا ۔ ان کی مزاج پرسی کی اور خود سارے حالات بتلا کر کہا کہ میں پوری طرح مولانا کی خبر گیری کر رہا ہوں اور انشاءاللہ ان کی صحت اچھی ہو جائے گی۔ پھر متعلقہ موضوع شاہراہ قراقرم پر بات شروع کی اور کہا کہ آپ لوگ بیشک اپنی تحریک چلائیں اور جو بھی کریں مگر ہم سڑکوں کی بندش کی اجازت نہیں دے سکتے ، باتوں باتوں میں گویا جتلانے کے انداز میں کہا کہ ہم لوگوں نے کوہستان کے لوگوں کیلئے سڑکیں بنائیں ، ان میں لنگر تقسیم کئے ، اور اب وہ لوگ یہ صلہ دے رہے ہیں ۔ حاجی فقیر محمد خان صاحب نے جو ایک غیور مرد کوہستانی ہیں نے فوراً کہا کہ آپ لوگوں نے لنگر تقسیم کئے یا کروڑوں روپیہ ان لوگوں کے نام پر ہضم کیا ۔ ٹکا خان صاحب جھنجلا اٹھے اور خشمگین انداز

میں کہا کہ کس نے ہضم کیا۔؟ جواب میں کہا گیا کہ عربوں سے زلزلہ زدگان کے نام پر کروڑوں روپیہ آیا اور ان لوگوں میں ایک ایک سیر گڑ اور چند روٹیاں بانٹی گئیں، باقی حکومت نے اور بھٹو نے ہضم کیا۔؟ جنرل صاحب نے اس موقعہ پر بھی بھٹو صاحب کی صفائی کرنا ضروری سمجھا اور کہا کہ بھٹو نے نہیں نیچے کے لوگوں نے کیا ہوگا، ابتدا ہی سے گفتگو کے انداز میں تلخی اور ان حضرات کیطرف سے جارحانہ اور جرأتمندانہ جوابات دیکھ کر کچھ دیر تک جنرل صاحب کے تیور چڑھے رہے، مگر بہت جلد انہوں نے اپنا انداز بدل دیا اور نرمی سے بات شروع کی اور کہا کہ ہم لوگوں کا کام تو سڑکیں بنانا ہے۔ آپ لوگوں کی حکومت آئے تب بھی ان ضرورتوں کو پورا کریں گے۔ مگر اس وقت تو نازک معاملہ ہے۔

ان تینوں افسروں نے گفتگو میں بتلایا کہ وہاں کی صورتحال نازک ہے۔ سات ہزار پاکستانی فوجی اور سات ہزار چینی کاریگر اس وقت گھرے ہوئے ہیں۔ ان کے رسد کا مسئلہ ہے جو بہت کم رہ گیا ہے۔ اس سے بڑھ کر ان حضرات نے اس بات پر زور دیا کہ خود آپ کے عوام جو بالائی علاقوں مثلاً گلگت وغیرہ میں رہتے ہیں اور جو کئی لاکھ ہیں سامان رسد منقطع ہوجانے کی وجہ سے مشکلات میں ہیں۔ اس وقت کئی سو ٹرک مال سے لدے ہوئے رکے ہوئے ہیں۔ شاہراہ ۵، ۶ جگہ سے کاٹ دی گئی ہے۔ اپنے آدمیوں کو تو ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعہ رسد خوراک پہنچا دیں گے، لیکن تمہارے عوام کا کیا ہوگا؟ ہوائی جہاز سے سامان پہنچانا بہت مہنگا ہے۔ ایک ٹرک کے سامان کے لئے ایک جہاز درکار ہے۔ ان لوگوں کی تکالیف بڑھ رہی ہیں۔ جواب میں کہا گیا کہ جب ان لوگوں نے ایسا کیا ہے۔ تو وہ قربانیاں دینے کے لئے تیار ہوں گے اور تکالیف کو خندہ پیشانی سے سہیں گے۔ پورے ملک کے لوگ قربانیاں دے رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمارے علم میں تو قومی اتحاد کی مرکزی قیادت نے سڑکوں کو بلاک کرنے کی اپیل نہیں کی مگر اب جبکہ ایک علاقہ کے عوام ایسا کر چکے ہیں تو ہم اس سلسلہ میں تعاون سے معذور ہیں۔ مگر جنرل ٹکا خان صاحب نے کہا کہ ہمیں ثقہ اطلاعات ملی ہیں۔ کہ اس علاقہ میں جمعیۃ العلماء اسلام کا اثر زیادہ ہے۔ عوام علماء کے زیر اثر ہیں۔ اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ مولانا عبدالحق صاحب نے ایسا کوئی فتویٰ دیا ہے۔ اور اس علاقہ میں مولانا صاحب کے موجود شاگردوں کی بڑی تعداد نے ایسے فتویٰ پر عملدرآمد کرایا۔ انہوں نے بار بار یہ بھی کہا کہ مولانا صاحب کا ایکسیڈنٹ نہ ہوا ہوتا تو ہم انہیں مجبور بھی کر لیتے، اب کیا کیا جائے، اب آپ لوگ وہاں جا کر انہیں کہہ دیں کہ مولانا نے بھیجا ہے۔

ٹکا صاحب نے کہا کہ میں نے گورنر سرحد کو بھی ذاتی دوست کی حیثیت سے مولانا عبدالحق صاحب کے پاس بھیجا تھا نہ کہ سرکاری اور گورنر کی حیثیت سے۔ بلکہ اس لئے کہ گورنر صاحب مولانا کے حلقۂ انتخاب کے

باشندے ہیں، اور مولانا سے اچھا تعلق رکھتے ہیں۔ مگر جواب میں انہوں نے کہا کہ ہمیں تو اس مقصد کے لئے جیل سے بلایا ہی نہیں گیا، بلکہ یہ کہا گیا کہ آپ لوگ مولانا سے ہسپتال میں مل لیں۔ ریٹائرڈ جنرل ٹکا خان صاحب نے کہا کہ نہیں سرحد کے گورنر نے جیل سے روانگی کے وقت تبلا دیا تھا۔ پھر ریٹائرڈ جنرل نے گورنر سرحد سے پشاور فون ملایا اور انہیں کہا کہ آپ خود بات کریں۔ گورنر صاحب نے فون پر حاجی فقیر محمد صاحب سے کافی دیر تک بات کی اور دیر ہوتی رہی انہوں نے پشتون وال اور اسلام کے واسطے پیش کئے، حاجی صاحب نے جواب میں کہا کہ اسلام کی بات مفتی محمود صاحب اور مولانا عبدالحق صاحب ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ اگر آپ اس سلسلہ میں ہمیں مجبور کرتے ہیں۔ تو ہمیں سہالہ کیمپ جیل میں مفتی محمود صاحب سے ملائیں، ہم ان کے سامنے ساری صورتحال رکھ دیں گے۔ وہ قومی اتحاد کے سربراہ ہیں۔ اور ہم موجودہ حکومت کے نہیں بلکہ ان کے پابند ہیں وہ اگر ہمیں اجازت دیں تو ہم آپ سے تعاون کر سکیں گے۔

فون پر گفتگو ہوئی تو جنرل ٹکا صاحب نے گورنر سے بات کی اور کہا کہ یہ لوگ بار بار یہی کہتے ہیں کہ مفتی صاحب سے مل کر کوئی جواب دے سکتے ہیں۔ مگر مفتی صاحب سے ملاقات کی اجازت تو ہمارے بس نہیں اس کے لئے تو اوپر سے اجازت لینا ہوگی۔

باتوں باتوں میں ریٹائرڈ جنرل صاحب نے اپنے ماضی کی روایات کا اندازہ لئے ہوئے دھمکی آمیز انداز میں یہ بھی کہا کہ ہم چوبیس ۲۴ گھنٹوں میں سڑک کھول سکتے ہیں، دیر میں ہم نے فساد رفع کیا یہ کیا وہ کیا۔ مگر جواب میں ان سے کہا گیا کہ آپ تو قوت اور طاقت والے ہیں، ایک گھنٹہ میں بھی کھول لیں مگر ہم کیا کر سکتے ہیں۔؟ دبی زبان میں بنگلہ دیش اور اس کے انجام و نتائج کیطرف بھی اشارے ہوئے۔ گفتگو کے دوران فوج کے ان سرکردہ حضرات سے ایک بار یہ بھی کہا گیا کہ آپ لوگ ہمیں کیوں مجبور کرتے ہیں۔ اسی علاقہ کے مولوی عبدالحکیم اور مولوی عبدالباقی جو پی پی پی سے وابستہ ہیں کو کیوں نہیں بھیجتے، وہاں سے پی پی پی کے دو صوبائی امیدوار بھی منتخب قرار دئے گئے ہیں۔ ان سے کیوں نہیں کھلواتے۔؟ اس کے جواب میں بے اختیار ٹکا خان صاحب کے منہ سے نکلا کہ جی ہاں مگر وہ تو بوگس ممبر ہیں عوام نے تو آپ لوگوں کو منتخب کیا ہے۔ اور وہ تو جے یو آئی کے لوگوں کی مانتے ہیں۔؟ اس پر دونوں طرف سے ایک زوردار قہقہہ بلند ہوا۔ ایک دفعہ حاجی فقیر محمد خان نے الزامی طور پر کہا کہ ہماری حیثیت کیا ہے، عوام نے مجھے منتخب کیا، میں ایم این اے ہوں مگر سی کلاس میں پڑا ہوا ہوں اور یہ معمولی چپل پہنے ہوئے جیل سے لایا گیا ہوں۔ مولانا سمیع الحق صاحب نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ ٹکا خان صاحب! شاید آپ لوگوں سے صورتحال کی نزاکت اور اہمیت مخفی رکھی گئی ہے۔ اس وقت پورے ملک کے ہر طبقے کا خلاصہ علماء و مشائخ، وکلاء، طلباء، مزدور لیڈر سیاستدان، غرض پڑھے لکھے

طبقے کا نچوڑ جیلوں میں پابندِ سلاسل ہے اور سی کلاسوں میں سڑ رہا ہے۔ خیبر سے کراچی تک یہی عالم ہے۔؟ جنرل صاحب نے کہا کہ اتنی بڑی تعداد کیلئے جیلوں میں بہتر کلاس فراہم کرنا مشکل ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ آپ میری بات کو تکالیف کی شکایت سمجھ بیٹھے۔ ہم ان تکالیف پر شاکی نہیں نہ سی کلاس کی شکایت ہے، بلکہ لوگ بڑی سے بڑی قربانیاں بھی دیں گے، البتہ آپ کو اس تحریک کی وسعت اور ہمہ گیری اور نازک ترین صورتحال کی طرف متوجہ کرانا مقصود تھا ـــــ

الغرض کافی دیر تک بات چیت ہوتی رہی، چائے سے بھی تواضع ہوئی، مگر ادھر سے ایک ہی جواب تھا کہ ہمیں سہالہ جیل میں قومی اتحاد کے سربراہ سے ملا دیا جائے، تب کوئی جواب دیا جا سکتا ہے۔

جنرل ٹکا خان صاحب نے کہا کہ اچھا آپ لوگ راولپنڈی ہی ٹھہریں، آپ ہمارے مہمان ہوں گے۔ کوئی تکلیف نہیں ہوگی میں اوپر سے (بھٹو صاحب ہی مراد ہو سکتے تھے) پوچھ کر بتلاؤں گا۔ اگر ضرورت سمجھی گئی تو آپ کو سہالہ بھیج دیا جائے گا۔ اس کے بعد یہ حضرات رخصت لینے لگے۔ مولانا سمیع الحق نے جنرل صاحب سے کہا کہ بہرحال ہم اس بات پر تو مشکور ہیں کہ آپ کی وجہ سے جیل سے نکل کر مجھے اپنے والد صاحب سے ملنے کا موقعہ تو ملا۔ اس کے بعد آپ نے جنرل صاحب سے کہا کہ جب تک ہم راولپنڈی میں ہیں ہسپتال میں مولانا کے پاس آنے جانے اور ساتھ رہنے کی اجازت ہو جو انہوں نے بخوشی دیدی۔ جنرل ٹکا خان صاحب سے مصافحہ ہوا اور چلتے چلتے یہ بھی کہا گیا کہ جنرل صاحب نہایت ہی نازک موقعہ پر آپ نے اپنے اوپر بڑی نازک ذمہ داریاں ڈال لی ہیں۔

مولانا سمیع الحق نے یہ بھی کہا کہ جنرل ٹکا صاحب کی ایک خاص شہرت رہی تھی۔ کچھ عرصہ ان کی عظمتوں کا چرچا سنتے رہے مگر پچھلے چند دنوں سے ان کی زندگی کے تازہ پہلوؤں سے وہ سارے نقوش اب مٹ چکے تھے اور اس ملاقات کے دوران جنرل صاحب کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے ہم میں استغنا اور شانِ بے نیازی اور قلندرانہ انداز کی عجیب کیفیت تھی، جیسے کوئی غیر مرئی ایٹمی لہریں جسم میں دوڑ رہی ہوں۔ واقعی مخاطب کی عظمت اور عدم عظمت کا تعلق اس کے کردار سے ہے، خارجی شان و شوکت اور قوت و سطوت پر نہیں۔

اس کے بعد آپ لوگ ان کے دفتر سے باہر آئے، میجر جنرل صفدر بٹ اور میجر جنرل شفقات سید (جن کا انداز نہایت شریفانہ تھا اور وہ لوگ شاہراہ کی بندش اور موجودہ نازک حالات سے بے چینی محسوس کر رہے تھے۔) نے باہر تک آکر انہیں گاڑی میں بٹھا کر رخصت کیا۔ اور انجینئرنگ فوجی میس میں آگئے، اس دوران انہوں نے دوبارہ ہسپتال جا کر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی مزاج پرسی کی اور انہیں تفصیلات بھی بتلا دیں۔

شام کو جس وقت ریڈیو سے بھٹو صاحب کی قومی اسمبلی میں وہ تقریر نشر ہو رہی تھی جس میں امریکی ڈالر دل

کے فرضی سیلاب کا ذکر تھا کہ ایک فوجی افسر نے آکر مہمان خانہ میں ان دونوں کو اطلاع دی کہ آپ فارغ ہیں اور ہری پور جیل واپس جا سکتے ہیں۔ یعنی جنرل ٹکا صاحب کو یا تو انہیں سہالہ بھیجنے کی اجازت نہیں ملی ہو گی یا انہوں نے خود ضرورت نہیں سمجھی ہو گی۔ پہلے سے اندازہ یہی تھا کہ حضرت مفتی صاحب سے ملنے کا اور ان سے مشورہ لینے کا معاملہ تو انہیں مفید طلب نظر ہی نہیں آئے گا۔

اس کے بعد پولیس کی گاڑی ان دونوں کو لیکر ہری پور آئی، رات ۹ ساڑھے نو بجے ہم لوگ بڑی بے چینی سے ان حضرات کے منتظر تھے کہ یہ لوگ جیل پہنچ گئے۔ جیل سے انہیں لے جانے کے بعد جیل میں دونوں حضرات کے بارہ میں بڑی بے چینی پھیل گئی تھی، اور تمام دن اتحاد کے اسیر رہنما جیل کے سپرنٹنڈنٹ سمیت ساری انتظامیہ کو پریشان کرتے رہے کہ ہمیں دونوں کے بارہ میں صحیح صورتحال بتلا دی جائے، لوگوں کو خطرہ تھا کہ کہیں فوجی حکام انہیں جبری طور پر کوہستانی علاقہ نہ لے گئے ہوں۔ دن گذرنے کے ساتھ ساتھ پریشانی بڑھتی رہی یہاں تک کہ جیل کی انتظامیہ سے کہا گیا کہ اگر کل تک یہ حضرات نہ آئے تو ہم جیل کے تالوں اور سلاخدار جنگلوں کا وہی حشر کریں گے جو حضرت مفتی صاحب کو ہری پور سے سہالہ جیل منتقل کرنے کے وقت قیدیوں کے بپھرے ہوئے ہجوم نے کیا تھا۔ مگر جب مولانا سمیع الحق اور حاجی صاحب پہنچ گئے تو خوشی کی لہر دوڑ گئی اور رات گئے تک حال احوال معلوم کرنے کیلئے تانتا بندھا رہا۔ تقریباً دو ہزار افراد کو الگ الگ مطمئن کرنا اور تفصیلات بتلانا مشکل تھا۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ کل عصر کے بعد عام جلسہ میں ساری روئیداد سنا دی جائے گی جسے دوسری عصر کے بعد جناب حاجی صاحب سے عام جلسہ میں بیان کیا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو ابتلاء اور آزمائش کے مراحل سے بھی سرخرو کر کے نکالا، اور فوج سے وابستہ ایک اہم شخصیت "وزیر دفاع" سے آمنے سامنے ان کو کھل کر ایسی بہت سی باتیں کہنے کا موقعہ ملا جو ان دنوں لوگوں کے دلوں کی دھڑکن میں شامل ہو گئی تھیں (اور جسے تفصیلاً یہاں بیان نہیں کیا جا سکتا) اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی عیادت اور خود ملاقات کرنے سے تشویش بھی رفع ہو تی، ان کے ایکسڈنٹ کا معاملہ یہ تھا کہ حضرت جب علاج کے لئے راولپنڈی تشریف لا رہے تھے تو گاڑی (سرخ ہلمین گاڑی بہت پرانے ماڈل ۶۲ ۱۹ء کی جو ۱۹۷۰ء کے الیکشن سے قبل سے حضرت مدظلہٗ کے استعمال میں ہے۔) جسے ان کے صاحبزادے مولانا انوار الحق چلا رہے تھے، ایک جی ٹی ایس سے بچاتے ہوئے ان سے بے قابو ہو گئی اور تین چار دفعہ الٹ پلٹ گئی مگر اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے حضرت شیخ الحدیث بالکل بچ گئے۔ ایک ہاتھ پر معمولی سی خراش کے علاوہ کوئی تکلیف نہ ہوئی جبکہ شیشہ بہت دور جا گرا اور چھت چپک گئی۔ اور پیچھے بیٹھے ہوئے ان کے صاحبزادے پروفیسر محمود الحق حقانی بھی قدرے گاڑی کے دباؤ سے زخمی ہوئے، اب تک حضرت

شیخ الحدیث ہسپتال میں زیر علاج ہیں، اصل علاج آنکھوں کا ہو رہا ہے۔ پیرزادہ صاحب نے آنکھ کا اپریشن کیا ہے۔ مگر خاطر خواہ افاقہ نہیں ہوا۔ جناب کرنل ذوالفقار صاحب ماہر امراض قلب بھی بڑی محبت سے مرض قلب کا علاج کر رہے ہیں۔ سنا ہے کہ حسنِ اتفاق سے مولانا مفتی محمود صاحب کو بھی سہالہ کیمپ جیل سے برائے علاج اسی وارڈ میں لایا گیا۔ اور مولانا عبدالحق مدظلہٗ کے کمرے کے بالکل نیچے ان کا کمرہ تھا۔ اس طرح مولانا کے آس پاس موجود تیمارداروں اور ملاقاتیوں کی وجہ سے حضرت مفتی صاحب سے بھی جو کڑی حراست میں ہیں کوئی نہ کوئی سلسلہ جنبانی ہو جاتی۔ سنا ہے کہ حضرت مفتی صاحب کڑی حراست کے باوجود اپنے اختیارات سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی تیمارداری کے لئے ایک دو مرتبہ اوپر کمرہ میں تشریف لے گئے اور کافی دیر تک ان کے ساتھ بات چیت بھی کرتے رہے۔ (ہری پور جیل ۱۸ مئی ۱۹۷۷ء)

مؤتمر المصنفین کی ایک اور پیشکش

قومی اسمبلی میں

اسلام کا معرکہ

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ کی سرگرمیاں

ے موت شمشیر ہے دستِ قضا میں وہ قوم — کرتی ہے جو ہر زماں اپنے عمل کا حساب (اقبالؒ)

قومی اسمبلی میں جمہوری قومی و ملی مسائل پر قراردادیں، مباحثات۔ پارلیمنٹ میں موجودہ سیاسی پارٹیوں کا موقف، حزب اختلاف اور حزب اقتدار کا اسلامی و ملی مسائل کے بارہ میں رویہ، شیخ الحدیث کی تقاریر، اور ان کی قراردادوں پر ارکان اسمبلی کا ردِ عمل ——— آئین کو اسلامی اور جمہوری بنانے کی جدوجہد پر کیا گذری، تحاریک التواء، سوالات اور جوابات، مسودہ دستور میں ترمیمات اور تشریحی تقریریں۔

- ★ سیاستدانوں کے منشور اور انتخابی وعدے کردار کی کسوٹی پر۔
- ★ ایک اہم سیاسی دستاویز۔
- ★ ایک آئینہ اور ایک اعمالنامہ
- ★ ایک ایسی رپورٹ جو اسمبلی سے شائع کردہ سرکاری رپورٹ کے حوالوں سے بھی مستند ہے۔
- ★ پاکستان کے مرحلہ آئین سازی کی ایک تاریخی داستان اور ایک ایسی کتاب جس سے وکلاء، سیاستدان بھی اور اسلامی سیاست میں منہمک افراد و جماعتیں بھی بے نیاز نہیں ہو سکتیں۔
- ★ ایک ایسی کتاب جو جہادِ حق اور غلبۂ اسلام کے علمبردار علماء کیلئے حجت و برہان بھی ہے۔ اور مستقبل میں اسلامی جدوجہد میں رہنما بھی ——— کتاب شائع ہو چکی ہے اور ترسیل جاری ہے۔

عمدہ کتابت و طباعت حسین سرورق، قیمت پندرہ روپے۔ صفحات ۴۰۰

مؤتمر المصنفین اکوڑہ خٹک (پشاور)

مؤتمر المصنفین کی پہلی پیشکش

دعواتِ حق (جلد اوّل)

از شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی

خطبات و مواعظ اور ارشادات کا عظیم الشان مجموعہ علم و حکمت کا گنجینہ جسے ہر کما حقہٗ قومی و ملی پریس نے سراہا اور اہل علم، علماء اور تعلیم یافتہ طبقے نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ دین، شریعت، اخلاق و معاشرت، علم و عمل، عروج و زوال، نبوت و رسالت، شریعت و طریقت کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے علم و فہم اور درد و سوز میں ڈوبے ہوئے انداز میں گفتگو نہ کی ہو۔ دلوں کو گرمانے والی روحانی و اصلاحی انقلاب پیدا کرنے والی ایمان افروز کتاب، عمدہ کتابت و طباعت، بہترین جلد، صفحات ۴۴۸، قیمت ۲۰/

★ مؤتمر المصنفین، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

مؤتمر المصنفین کی دوسری پیشکش

اسلام اور عصرِ حاضر

از قلم: مولانا سمیع الحق مدیر الحق

دور حاضر کے تمدنی، معاشرتی، معاشی، سائنسی، اخلاقی، آئینی اور تعلیمی مسائل میں اسلام کا موقف، موجودہ دور کے علمی و دینی فتنوں اور فرق باطلہ کا بھرپور تعاقب، مستشرقین کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کا جواب، ایڈیٹر الحق کے بے باک قلم سے، مغربی تہذیب و تمدن اور علم و علماء پر اس کے اثرات کا تحلیل و تجزیہ، الغرض بیسیوں مسائل کے کو رنگا رنگ و دلائل میں اسلام کی بالادستی کی ایک ایمان افروز جھلک۔ یہ کتاب آپ کو ایمانی حمیت اور اسلامی غیرت سے سرشار کرے گی اور جدید مسائل پر اسلامی نقطۂ نظر سے آپ کی رہنمائی کرے گی۔ صفحات ۴۳۰، ستر ابواب، سینکڑوں عنوانات، بہترین کتابت، سنہری ڈائی دار جلد، قیمت ۲۴/

مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور (پاکستان)